

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

علمائے دیوبند

معاصرین کی نظر میں



از محمد جاوید عثمان میمن

ناشر

عثمانی کتب خانہ

کے ایریا، کورنگی، کراچی

خلیفہ مجاز

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ صاحب

<http://www.itcafee.com>

علمائے دیوبند معاصرین کی نظر میں

از محمد جاوید عثمان میمن

خلیفہ مجاز

رحمۃ اللہ علیہ

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب

ناشر:

عثمانی کتب خانہ

﴿مملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

☆☆☆

کتاب :	علمائے دیوبند، معاصرین کی نظر میں
تألیف :	محمد جاوید عثمان میمن
طبع اول :	محرم الحرام ۱۴۲۸ھ، بمطابق جنوری ۲۰۰۸ء
تعداد :	۱۰۰۰
کتابت :	الکاتب کمپوزنگ، دکان نمبر ۹، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن
موبائل :	0344 3407134
ناشر :	عثمانی کتب خانہ، کراچی
مطبوعہ :	ایجوکیشنل پریس

ملنے کے پتے



☆ اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔	☆ کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی۔
☆ مکتبہ الانوار، بنوری ٹاؤن، کراچی۔	☆ مکتبہ البخاری، ہماری کراچی۔
☆ بھائی خالد صاحب، مین دروازہ	☆ بیت القلم، گلشن اقبال، کراچی۔
☆ جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	☆ بیت الکتب، گلشن اقبال کراچی۔
☆ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔	☆ احسنی کتب خانہ، جامع احسن العلوم، گلشن اقبال۔
☆ مکتبہ عمر فاروق، جامعہ فاروقیہ، کراچی۔	☆ اسٹال جامع مسجد بیت المکرم، گلشن اقبال، کراچی۔



★★★★

NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK NEW YORK

★★★★

﴿درس گاہ عظیم﴾

دیو بند ہے انوار مدینہ کی جلی	توحید کی اس شمع سے روشن ہے زمانہ
اس مکتبہ فکر کے ممنون ولی ہیں	مذہب کی حقیقت ہے یہ باقی ہے فسانہ
کاشانہ رحمت ہے زمانے کی نظر میں	بیٹھا تھا جہاں تنہا اللہ کا دیوانہ
محو جہاں سوئے مدنی جہاں لینے	اس خاک میں محفوظ ہے ملت کا خزانہ
ایمان ہے آئین فرنگی سے بغاوت	بخشا ہے اسی خاک نے ملت کو ترانہ
نکلے ہیں اسی ساز سے توحید کے نغمے	قائل ہیں اسی بات کے افیاء و یگانہ
ابھرے نہ کبھی ہند میں دیوبند کا سورج	ڈھونڈا ہے کئی بار فرنگی نے بہانہ

اللہ کرے ہند میں خود اس کی حفاظت

مرکز ہے یہ جانناز کے ایمان کا لیگانہ

﴿ تقریظ ﴾

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا فضل محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

﴿ استاد حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی اشرف الانبیاء

والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد:

”اہل السنۃ والجماعۃ“ اہل حق کا تعارفی نام ہے اس کا پہلا جزء ”اہل السنۃ“

ہے اور دوسرا جزء ”والجماعۃ“ ہے، اسکی تفصیل یہ ہے کہ اسلام میں جو مسلمان پیغمبر

انقلاب فخر کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلتے ہیں اور سنت کی پیروی

کرتے ہیں، اور اس راستے کی ہر قربانی کئیے تیار رہتے ہیں انکو امت کے ”سلف

صالحین“ نے ”اہل السنۃ“ کا نام دیا ہے، یہ نام کسی فرقہ بندی کی وجہ سے نہیں دیا گیا

بلکہ کردار و عمل اور نظریات و اعتقادات کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

اس کے مقابلے میں ”اہل بدعت“ ہے یہ ”اہل باطل“ کا تعارفی نام ہے،

اسلام میں جو لوگ بدعت کو پسند کرتے ہیں اور قول و فعل سے اسکی ترویج کرتے ہیں

اور غلط نظریات و اعتقادات کو دل و دماغ میں بساتے ہیں، دین میں نئی نئی راہوں کو

تلاش کر کے اس پر چلتے ہیں، ایسے لوگوں کو ”سلف صالحین“ نے ”اہل بدعت“ کے نام

سے یاد کیا ہے یہ انکا تعارفی نام ہے۔

اسی طرح ”اہل اسلام“ میں سے جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت

اسلام کا نام مٹ چکا ہوتا، جناب آغا شورش مرحوم نے کیا خوب کہا ہے !

اس میں شک نہیں کہ دیوبند کا وجود

ہندوستان کے سر پر ہے احسان مصطفیٰ ﷺ

یہ تو پرانی بات تھی کہ ”دارالعلوم دیوبند“ کی خدمات کا محور و مرکز ہندوستان تھا، آج ہم علی وجہ البصیرت یہ کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں مسلمان آباد ہوں اور وہاں ”دارالعلوم دیوبند“ سے تعلق رکھنے والے علماء یا ان کے اثرات نہ پہنچے ہوں پھر جناب آغا شورش مرحوم یاد آرہے ہیں، جنہوں نے کہا تھا۔

گوئے چار گھونٹ میں نانوتوئی کا نام

بانا ہے اس نے بادۂ عرفان مصطفیٰ ﷺ

اپنے تو تعریف کرتے ہی ہیں اور اپنوں کی تعریف تمام تر صداقت کے باوجود وہ اثر نہیں چھوڑتی جو غیر کے چند جملے چھوڑ جاتے ہیں۔ ”محترم جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ نے ”علماء دیوبند“ کی خدمات دیدہ و ملیہ کے اعتراف میں ایسے ہی سلیم الفطرت اور صاحب بصیرت بزرگوں کے اقوال کو جمع کیا ہے جو شر با و انشا باد یو بندی نہیں ہیں۔

راقم کو افسوس ہے کہ اپنی پے درپے تدریسی و تبلیغی مصروفیات اور دیگر کئی عوارضات کی وجہ سے اس کے بالاستیعاب مطالعہ کا خط نہ اٹھا سکا تاہم شند رہ شند رہ دیکھا، ”مؤلف جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ کی محنت و جستجو کی داد دیتا ہوں کہ اوراق تاریخ میں بکھرے ہوئے اقتباسات کو انہوں نے

موتیوں کی لڑی میں پرو دیا ہے۔

دعا گو ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ ”مؤلف“ کی محنت کو حسن قبول عطا فرمائیں اس طرح کی مزید دینی خدمت کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائیں ”گم کردہ راہ“ لوگوں اور مغبوضین کو ہدایت دیں، اور ”محترم جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ نے جن بزرگوں (یعنی علماء دیوبند) سے اپنا انتساب قائم کیا ہے اس کو دائمی فرما کر فردا کے قیامت انہی کی معیت میں جمع فرمادے۔

امین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

﴿ تَقْرِیظ ﴾

استاد العلماء حضرت اقدس مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خليفة خاص

تلمیذ رشید

عارف باللہ

مفتی اعظم

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب شفاہم اللہ شفاء عاجلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابتداء ہی سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے انسانوں کو اصل مقصد سمجھا کر دونوں راہیں بتلا دیں جو عند اللہ کامیابی اور ناکامی کی طرف لے جانے والی مقرر ہیں چنانچہ اب جو شخص کامیابی کے راستے کو اختیار کرے گا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور جو ناکامی کی راہ پر چلے گا تو بلاشبہ وہ ناکامی کا سامنا کریگا۔

اسلام ان راہوں میں سے آخری راہ ہے جو لوگوں کو ”کفر و شرک“ اور ”بدعات“ سے بچا کر ”توحید و سنت“ کی دعوت دیتا ہے اور اپنے اوپر کامل طریقے سے چلنے والوں کو کامیابی کی خوشخبری سناتا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَاحْفَاطُوْنَ﴾ آیت کریمہ کے اندر دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان فرمایا ہے کہ ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اس ذمہ داری کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دارالاسباب میں درجہ سبب میں ہر زمانے میں کچھ ایسے بندے پیدا فرمائے ہیں، جنہوں نے قرآن کریم کے الفاظ، لب و لہجہ اور معانی و معارف کو اصلی اور حقیقی حالت کے مطابق محفوظ

کر کے آگے پہنچانے کا کام کیا ہے اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

بفضلہ تعالیٰ ”علمائے دیوبند“ بھی ان خوش قسمت حضرات کی جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے جو اسلام کے ہر پہلو خواہ عقائد سے متعلق ہو یا اخلاق سے، اعمال سے متعلق ہو یا معاملات سے کو من وعن محفوظ کر کے امت کو حقیقی اسلام سے روشناس کرانے کا کام کرتی چلی آرہی ہے۔

چونکہ یہ عالم مجموعہ اضداد ہے جہاں دن ہے تو اس کے مقابلہ میں رات ہے عدل کے مقابلے میں ظلم ہے حسن کی ضد قبیح ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق کے مقابلے میں باطل کو بھی پیدا کیا ہے تاکہ مثبت، منفی ہر پہلو سے حق واضح ہو جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس تکوینی نظام کے تحت ہر زمانے میں ”اہل حق“ کے مقابلے میں ”اہل باطل“ بھی ہوتے ہیں جو بلاوجہ ”اہل حق“ پر کچھڑا اچھالتے رہتے ہیں اور حق کو دوبانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں لیکن اس سے حق دبتا نہیں جس طرح قمر (چاند) دنیا میں کتوں کے بھونکنے سے رکتا نہیں بلکہ آب و تاب کیساتھ اپنا سفر جاری رکھتا ہے اور کتے بھونکتے بھونکتے تھک جاتے ہیں ایسے ہی ”قمر اسلام“ کو بھی کوئی باطل پرست اپنے بھونکنے سے متاثر نہیں کر سکتا بلکہ جتنا باطل کا اندھیرا بڑھتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ نکھر کر طلوع ہوتا ہے۔

”علمائے دیوبند“ ان عظیم کارناموں کے سبب چار دانگ عالم میں ”علمائے حق کی جماعت“ سے متعارف ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر مکتب فکر کے اکابر ان کی مدح و ثناء کے ساتھ رطب اللسان نظر آتے ہیں ہے یہاں تک کہ اس مکتب فکر کے اکابر نے بھی ان ”علمائے دیوبند“ کو بہت بھاری بھر کم اور گراں قدر ”توصیفی و تعریفی“ جملوں سے یاد کیا ہے (ان اکابر کے نام اور جملے زیر نظر کتاب ”علمائے دیوبند“،

معاصرین کی نظر میں، آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں گے (جن کے اصاغر نے آج رات دن ان ”علمائے دیوبند“ کے خلاف ایک ”طوفان نفرت“ برپا کیا ہے جن میں سے بعض ان ”علمائے دیوبند“ کو گستاخان رسول ﷺ کا بہتان لگا کر دھڑا دھڑا کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور بعض ”علم غیب، حاضر ناظر اور نور و بشر“ کے مسائل کی آڑ میں کفر کی توہینیں چلا رہے ہیں اور بعض گیارہویں، تیج چہلم وغیرہ بدعات کے عشق و محبت میں ان ”نفوسِ مطہرہ“ کو گمراہ اور بے دین بتاتے پھرتے ہیں۔

کاش ! یہ اصاغر اپنے ہی اکابر کے اقوال اور تحریرات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے تو انصاف انہیں مجبور کرتا کہ جن ”نفوسِ مطہرہ“ کی حقانیت کی شہادت آپ کے اپنے اکابر بھی دے چکے ہیں انکے خلاف قلم و زبان استعمال کرنا حقیقت میں اپنے ہی اکابر سے بغاوت ہے، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ان کو ہدایت عطا فرمائیں۔

”فاضل مرتب برادرِ مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ نے اپنی دوسری تصانیف میں بھی جہاں محبت پہلو (عقائد و اعمال ”علمائے دیوبند“ اہل حق) کو اجاگر کیا ہے وہاں منفی پہلو (شرک و بدعت) کی بھی واضح نشاندہی کی ہے تاکہ حق کی کما حقہ وضاحت ہو جائے اور ہر سطح کا مسلمان آسانی سے حق سمجھ سکے اللہ تبارک و تعالیٰ اس انداز پر ”فاضل موصوف برادرِ مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

وہ مسلمان جو کل کے عادی ہیں اور انکو یہ جارحانہ انداز فتنہ نظر آتا ہے ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ درج ذیل باتوں پر غور کریں :

- (۱) کیا قرآن کریم میں غلط نظریات کا صراحتہ رد موجود نہیں ؟
- (۲) ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثُلَاثٍ﴾ آیت کریمہ میں

نصرانیوں (یعنی عیسائیوں) کے کفر کا حکم صراحۃً نہیں؟

(۳) کیا محسن انسانیت ﷺ نے ”شُرک و بدعت“ کی واضح الفاظ میں

”تردید“ نہیں فرمائی ؟

(۴) کیا رحمت کائنات ﷺ نے ”۳۶۰“ بتوں کا صراحتہ انکار نہیں فرمایا ؟

(۵) مشرکین قریش کا اختلاف کس بنیاد پر تھا؟ کیا قرآن کریم نے واضح طور پر

نہیں فرمایا ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (۱) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (۲)﴾

(سورۃ الکفرون) ”آیہ علیہ السلام (ان کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اے کافرو

(میرا اور تمہارا طریقہ متحد نہیں ہو سکتا اور) نہ (توفی الحال) میں

تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں۔“ (تفسیر بیان القرآن مولانا تھانوی)

(۶) اکابر علماء کرامؒ نے بھی اس اصل کے مطابق بے شمار کتابیں تحریر فرمائی ہیں

جن میں سے ایک کتاب ”فتنہ مودودیت“ مؤلفہ ”حضرت اقدس شیخ

الحديث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے جس

کے نام سے منفی پہلو آشکار ہے۔

دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ”برادرِ م جناب مولانا محمد جاوید عثمان

میسمن صاحب زید مجہد ہم“ کی اس کاوش کو قبول فرمادیں اور بے راہ لوگوں کی ہدایت کا

ذریعہ بنادیں اور ہم سب کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما کر اپنے خاص بندوں

میں شامل فرمادیں۔

(آمین)

﴿تقریظ﴾

شیخ الحدیث و التفسیر استاد العلماء حضرت اقدس مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

خليفة خاص

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اقدس مولانا شاہ حماد اللہ ہالجوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اما بعد !

قرآن کریم کے مطالعہ سے واضح ہے کہ جب بھی انبیاء کرام علیہم السلام نے اقوام کفار کے سامنے تبلیغ حق کی، انہوں نے ان پاکیزہ نفوس پر بہتان تراشی کی بھرمار کر دی، کاذب، شاعر، ساحر، مجنون، مفتری جیسے غلیظ القاب سے نوازا، اللہ تعالیٰ کے ان پیارے رسولوں نے صبر و تحمل کے ساتھ اپنا فریضہ تبلیغ حق جاری رکھا اور احسن طریق سے اپنا دفاع کیا نتیجہ حق غالب اور باطل مغلوب رہا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے !

﴿قل جاء الحق وزحق الباطل﴾

یعنی اسی طرح جب ہمارے اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اجراء مدارس تبلیغ دین کی صورت میں شمع حق روشن کی تو اہل باطل نے اپنی پھونکوں سے اسکو بجھانے کی خوب کوشش کی، ان کی عبارات کی قطع و برید کر کے اور غلط مطلب حاصل کر

﴿نقریض﴾

مخدومی و محترمی حضرت اقدس مولانا محمد زبیر کی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
(امام مسجد الرحمہ، مکۃ المکرمہ، سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

اما بعد ! کتاب کا مطالعہ کیا الحمد للہ بہت عمدہ ہے ”رڈ بریلویت“ میں خاص کر ”رڈ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے مذہب خود ساختہ بدعات“ کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ”مؤلف موصوف حضرت مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ کو اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دینی کاموں کی اشاعت کیلئے قبول فرمائے اور اس پُر فتن دور میں جتنے نئے فتنے ظاہر ہو رہے ہیں ان کے مقابلے کیلئے علماء حقہ کی شدید ضرورت ہے جو اس نہج پر کام کریں تاکہ لوگوں کو صحیح دین کی روشنی نصیب ہو اور لوگ صراط مستقیم پر چلیں جس طرح ”محترم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب“ نے بریلویت پر قلم اٹھایا دین کے اندر انکی اضافی بدعات کا رد کیا ہے اور انہیں اپنی اضافی بدعتوں کے بارے میں غور و فکر کی دعوت دی ہے اور اعتدال کا راستہ دکھایا ہے اسی طرح میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ”بریلویت“ کی طرح جنہوں نے حد اعتدال کو چھوڑ کر بدعتوں کا اضافہ کیا اسی طرح موجودہ زمانہ کا نیا فتنہ ”غیر مقلدین“ جنہیں عرف عام میں ”اہل حدیث“ کہا جاتا ہے جس طرح ”بریلوی فتنہ“ انگریزوں کے زمانے میں پیدا ہوا ”ملکہ و کٹوریہ“ سے پہلے انکا وجود تک نہیں تھا، اسی طرح ”غیر

مقلدین“ کا بنام فرقہ ”اہل حدیث“ بھی ملکہ و کنوریہ انگریز برطانیہ کے ہندوستان پر قبضہ سے قبل موجود نہیں تھا، انگریزوں کی عدالت سے ”مولوی محمد حسین بٹالوی“ کی درخواست پر منظور ہوا اگر اس سے پہلے ان کا وجود تھا تو ثبوت پیش کریں، جس طرح عوام کو جہالت میں مبتلا کرنے اور اصل دین سے دور کرنے کیلئے ”بریلوی فرقہ“ پیدا ہوا اسی طرح دین سے دور کرنے کیلئے ”سابقہ علماء، آئمہ مجتہدین اور محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین“ سے بدظن کرنے کیلئے اور دین میں ترمیم کر کے عمل صالح میں کمی کرنے کو اپنا شیوہ بنایا، توحید کا نعرہ لگا کر رسالت کا درجہ محبت کم کرنے کی کوشش کی گئی صحیح احادیث مبارکہ کو ضعیف ظاہر کر کے امت کو رسول ﷺ کے اعمال مبارکہ سے دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

”محترم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ“ سے عرض ہے اس پر بھی محنت کریں اور ”غیر مقلدین“ بنام ”اہل حدیث“ کے بارے میں بھی کتب لکھیں اور امت مسلمہ کو اعتدال کا راستہ دکھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے اعمال کی ترغیب دیں، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائیں۔

(آمین)

محمد زبیر علی

ملکہ انورہ - راجستھان
۵ ستمبر ۱۴۲۷ھ

﴿تقریظ﴾

ترجمان اہلسنت حضرت اقدس مولانا شکور احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَشَّرَ الْمُؤَحِّدِیْنَ بِجَلَالِ النِّعَمِ وَاَنْذَرَ الْمُشْرِکِیْنَ عَنْ
سَلَابِلِ النَّقَمِ وَاَصْلَحَیْ وَاُسْلِمَ عَلٰی مَنْ اُسِّسَ التَّوْحِیْدُ لِلْعَرَبِ وَالْعَجَمِ
وَعَلٰی اِلٰهِ وَاَصْحَابِهِ اَوْلٰی الْمَجْدِ وَالْکَرَمِ (ط)

اما بعد! اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے دو سلسلے قائم فرمائے، ایک کتاب اللہ اور دوسرا رجال اللہ، کتاب اللہ تو اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں اور رجال اللہ سے مراد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، جن لوگوں نے ان دو سلسلوں سے تعلق جوڑا وہ کامیاب ہو گئے اور جو لوگ ان دونوں سلسلوں سے کٹ گئے وہ گمراہ ہو گئے، جن حضرات نے ان دو سلسلوں سے تعلق جوڑا ہے وہ ”علماء حق“ کہلاتے ہیں اور جنہوں نے تعلق توڑا ہے وہ ”علماء سوء“ کہلاتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں ”علماء حق“ کا صحیح مصداق اکابر علماء دیوبند اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم ہیں اور ”علماء سوء“ کا صحیح مصداق بدعتی اور رضا خانی مولوی ہیں ”مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی“ نے ”علماء حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت“ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے خلاف ایک کتاب بنام ”حسام الحرمین“ لکھی، جن میں ”علماء حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت“ کی کتابوں کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا اور ان نفوس قدسیہ

ہمارے دوست ”حضرت مولانا محمد جاوید عثمان یمن صاحب حفظہ اللہ“ نے کئی کتابیں تحریر فرمائی جن میں ایک کتاب بنام ”احمد رضا خان حقیقت کے آئینہ میں“

اور دوسری کتاب جو زیر طبع ہے ”علماء دیوبند، معاصرین کے نظر میں“ جس میں پیر مہر علی شاہ، پیر جماعت علی شاہ، پیر کرم علی شاہ، پیر محمد اسماعیل کرماں والے، خواجہ شیر محمد شرق پوری، خواجہ غلام فرید وغیرہ کی کتابوں سے ”علماء حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم“ کے بارے میں ان حضرات نے بھی مسلمان ہونے اور مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہونے کی سعادتیں دی ہیں اور انہیں انگریزوں سے جہاد کرنے والا اور برصغیر کے تمام مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا قرار دیا ہے اور ”مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی“ کے کفریہ فتوؤں کی پوری زندگی کبھی تائید نہیں فرمائی، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام کتابوں کو قبول فرمائے اور مصنف کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

احقر شکر آئندہ جنہی دیو بند کے محکمہ

شیخ مسعود صاحب السلام

﴿مقدمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِهَدَايَتِكَ عَلَيَّ مِنْ أَنْزَلْ عَلَيْهِ الْكِتَابَ سَيِّدَ
الْأَنَامِ خَيْرَ الدَّاعِينَ إِلَى الْحَقِّ يَا مُلْكُ يَوْمَ الدِّينِ بِحَقِّ آيَاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
نَسْتَعِينُ ۝ إِيَّاكَ أَهْدِنَا وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ
هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
كُلُّهُ وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهُ ۝ اللَّهُمَّ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ كُلَّ الْحَمْدِ مِنْكَ
وَالِيسُكَ وَبِكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسُكَ ۝ اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا الْحَقَّ حَقًّا
وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَارْزُقْنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا ۝ وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ ۝ اللَّهُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَيْرِ
وَاجْعَلْ عَوَاقِبَ أُمُورِنَا بِالْخَيْرِ ۝ بِحَرَمَتِ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ خَاتَمِ
النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ ۝

الحمد لله الذي نجانا من الغواية والغواية والشقاوة
والقساوة والغفلة والعيلة والذلة في سلوك وطرق حفاظة الإيمان ۝
والصلوة والسلام الايمان الاكملان على سيدنا وسندنا وسند ربنا
ونبينا ورسولنا وحبيبا وحبیب ربنا وطيبنا وطيب قلوبنا وشفيعنا
ومولانا محمد مفرق فرق الكفر والطغيان وعلى آله واصحابه
الطاهرين وعلماء امته واولياء ملته الكاملين الناصرين شريعته
والعاملين وعلى عبادك الصالحين وعلى اهل طاعتك وارحمنا معهم
اجمعين من اهل السموات والارضين برحمتك يا ارحم الراحمين

خدا کے بعد وہ سب سے بزرگ و برتر ہیں
محمد عربی پر یہ جسم و جان ہے ثار
انہی کی ذات مقدس کا فیض ہے سارا
نہیں ہے رحمت عالم کی رحمتوں کا شمار ﷺ

تو ادھر ادھر کی بات نہ کر تو بتا لٹا کہاں قافلہ !

مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں تیری رہبری کا سوال ہے !



حرمین شریفین ”بریلی شریف“ کے اس دجال کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے۔
کسی صاحب دل شاعر نے اس کی خوب ترجمانی فرمائی ہے :

ہم سے چھپنے کے نہیں جال بنانے والے !

خوب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے !

الغرض یہ جالی فتوے جس کی بنیاد محض غلط بیانی و افتراء پر وازی و الزام تراشی پر تھی، و جال زمانہ احمد رضا خان فاضل بریلوی واپس ہندوستان آ کر اپنے تحریر کردہ اس ناپاک غلیظ فتوے ”المعتمد المستند“ پر علماء حرمین شریفین سے جو تصدیقیں و مہریں تحریری صورت میں حاصل کی تھیں، اسے ہندوستان میں فوراً ”حسام الحرمین علی منخر الکفر والہین“ کا رنگین نام دے کر شائع کروایا اور پورے ہندوستان میں ”علماء دیوبند“ کے خلاف ایک شور و ہنگامہ برپا کر دیا گیا کہ ان مشاہیر ”علماء دیوبند“ کے مقدس اکابرین اولیاء دیوبند مثلاً ”بانی دارالعلوم دیوبند“ سیدنا الامام الکبیر، قاسم العلوم والخیرات حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی، امام ربانی، جامع کمالات ظاہری و باطنی، آیۃ من آیات اللہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنی اور حکیم الامت، مجدد المملکت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی کے متعلق ”بریلی شریف“ کے خان صاحبان کے علاوہ علماء حرمین شریفین نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ ”معاذ اللہ“ یہ سب ”علماء دیوبند“ ایسے قطعی کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ”علماء دیوبند“ کے کافر و مرتد ہونے میں ”شک یا کف لسان“ کرے، وہ شخص بھی قطعی کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے، اسی زمانے میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس بات کا چرچا ہوا

کہ ہندوستان سے ایک شخص ”بریلی شریف“ سے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے آیا تھا اور انہوں نے ”علماء دیوبند“ کے خلاف جو فتوے ”المعتبد المستند“ کے عنوان سے پیش کئے تھے اور ان فتوؤں پر تکفیری تصدیقیں و مہریں تحریر کرائی تھیں، وہ غلط بیانی پر مبنی تھیں، جب اس کاروائی کی حقیقت علماء حریم شریفین ”زادہم اللہ شرفاً“ کے سامنے کھل گئی کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کون تھا؟ اور ”علماء دیوبند“ کا مسلمانان ہندوستان اور ”علماء معاصرین“ کے نزدیک کیا مقام ہے؟ اور عقائد اہلسنت والجماعت فقہ حنفی کیا ہیں؟ تو پھر علماء حریم شریفین نے خود چھبیس سوالات حضرات ”علماء دیوبند“ کی خدمت میں تحریر کر کے ”دارالعلوم دیوبند“ بھیجے اور ان چھبیس سوالات کے تحقیقی جوابات طلب کئے، تاکہ معاملہ کی تحقیق ہو جائے اور یہ چھبیس سوالات کا تعلق ”علماء دیوبند“ کے عقائد و مسلک و مشرب اور عبارات ہی کے متعلق تھے۔

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنی (جو صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے تھے) انہوں نے ان چھبیس سوالات کے جوابات عربی میں ”المہند علی المفند“ یعنی ”عقائد علماء اہل سنت دیوبند“ کے نام سے تحریر فرمائے اور ان جوابات پر اس وقت کے تمام ”علماء دیوبند“ کی تصدیقات کرا کر علماء حریم شریفین اور ان کے علاوہ مصر و شام وغیرہ ممالک اسلامیہ کے علماء کرام اور اہل فتویٰ کے پاس بھی بھیج دیا، تو علماء حریم شریفین اور مصر و شام و حلب و دمشق کے تمام بڑے بڑے علماء کرام نے بھی ان چھبیس سوالات کے تحقیقی جوابات کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ تحریر بھی فرمادیا کہ یہ تمام عقائد ”اہل سنت والجماعت“ کے

رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے رسالہ ﴿رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر﴾ میں بھی مجدد بدعات کو ﴿الفحاش الشنظیر﴾ یعنی ”قول میں حد سے گزرنے والا اور بد اخلاق“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿الطین اللازب علی الاسود الکاذب﴾ میں بھی فاضل بریلوی کو ﴿الاسود الکاذب﴾ یعنی ”کالا جھوٹا“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿السہیل علی الجعل﴾ میں بھی فاضل بریلوی کو ﴿الجعل﴾ یعنی بد فام اور کالا آدمی“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی﴾ میں بھی فاضل بریلوی کو ”ولد الزنا“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿لزام علی اللسام﴾ میں فاضل بریلوی کو ”کینوں کا حساب“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿الطامة الكبرى علی من کذب وتو لئ﴾ میں ”بڑی مصیبت اس شخص پر جو جھوٹ بولتا ہے اور روگردانی کرتا ہے“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿الکفر المتبین فی الصریح المتعین﴾ میں ”واضح کفر متعین صریح چیز کے بارے میں“ کہا ہے۔ رسالہ ﴿تزکیۃ الخواطر﴾ میں ”دلوں کا صاف کرنا“ کہا ہے، وغیرہ۔

الغرض تمام رسائل کے نام اور عنوان بتا رہے ہیں کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے چند چیلے حاشیہ نشین جاہل واعظین کو حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ انہیں ”جعلان وخر اطمین“ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔

احقر ان لوگوں سے عرض کرتا ہے، جو مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے دجالی فتنے سے متعلق احقر کی تحریر پر فضول قسم کے مشورے دیتے رہتے ہیں کہ یوں ہو اور یوں ہو وغیرہ وغیرہ، ان معترضین صاحبان سے پوچھنا چاہوں گا کہ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جو مسیح الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ کے استاد محترم ہیں اور رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ ﴿خلیفہ اعظم﴾ حکیم الامت حضرت اقدس

﴿ علمائے دیوبند، علمائے خیر آباد کی نظر میں ﴾

مولوی حکیم دائم علی خیر آبادی حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بہت قریبی دوست تھے اور دونوں حضرات شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب سے نسبت رکھتے تھے۔

آپ ایک بار اپنے صاحبزادے حکیم برکات احمد خیر آبادی کو حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زیارت کرانے کے لئے دیوبند تشریف لے گئے، آپ کے صاحبزادے نے وہاں حضرت اقدس مولانا نانوتویؒ کو کس روحانی شان میں دیکھا اسے انہی کی زبان سے سنئے، حکیم برکات احمد خیر آبادی اپنے صاحبزادے حکیم محمد احمد برکاتی خیر آبادی سے فرماتے ہیں :

”مجھے ان (حضرت اقدس مولانا نانوتویؒ) سے ملانے کیلئے (والد صاحب) دیوبند لے گئے جب ہم پہنچے تو (حضرت اقدس مولانا نانوتویؒ) چھتہ کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا دل ذکر تھا اور ذکر بھی بالجہر کر رہا تھا۔“

(سوانح حیات حکیم سید برکات احمد، صفحہ ۱۸۵، مولف حکیم محمود احمد برکاتی خیر آبادی) محترم قارئین کرام ! حکیم برکات احمد خیر آبادی کون ہیں؟ جو حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اس روحانی مقام کی خبر اپنے صاحبزادے کو سنارہے ہیں، انھیں کے بارے میں احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں :

”جب ان کا انتقال ہوا اور دفن کے وقت ان کی قبر میں، میں (احمد رضا خان) اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور ﷺ کے قریب

وجہ ایسی پائی جائے جو کفر سے مانع ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ مسلمان پر حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اسی وجہ کو ترجیح دے جو تکفیر کو منع کرتی ہے۔

تاتار خانہ میں ہے ایسے کلام سے جس میں مختلف احوال موجود ہوں کافر نہیں کہنا چاہئے، کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی عقوبت انتہائی جرم پر ہو اور جب تک احوال باقی ہے انتہائی جرم نہ ہوگا۔

مسلمان کے کلام کو جب تک اچھے محل پر حمل کرنا ممکن یا اس کے کفر میں اختلاف ہو خواہ ضعیف روایت ہی سے کیوں نہ ہو ”کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیے“ یہاں کفر کے جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں، ان کے تکلم سے فوراً کفر کا حکم لگانا درست نہیں، میں نے اس بات کا بچے نفس پر التزام کیا ہے کہ ان الفاظ سے کسی مسلمان کو ”کافر“ نہ کہوں گا۔

بحر الرائق میں ہے کہ حق یہ ہے جو کچھ مجاہدین سے ثابت ہے وہ حقیقت ہے۔
وران کے سوا کسی دوسرے کے قول کی وجہ سے ”کفر کا فتویٰ“ دینا درست نہیں ہے۔

علاوہ ازیں ایک ”مسلمان کو کافر“ کہنے میں اور بھی بہت سے ظاہری و باطنی مفاسد ہیں، لہذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے ”تعلیظ اور تہدید“ کیلئے ”کفر کا فتویٰ“ دیا ہے بالکل غلط ہے۔

علماء کرام کو چاہیے کہ اپنی تمام تر توجہ اور سعی بحسب اقتضائے ﴿کنتم خیر

أما أخرجت للناس تامرون بالعروف وتنهون عن المنكر ﴿

یعنی ”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ میں صرف فرمائیں، نہ یہ کہ عوام کا لانعام کے ”کافر“ بنانے میں ہی پورے جوش کا اظہار کرتے پھریں۔

سراج الممنیر میں ہے کہ اگر ایک مسئلہ میں بہت سے وجوہ ”کفر کے مقتضی“

ہیں اور صرف ایک وجہ ”کفر کو منع“ کرتی ہے تو مفتی کو مسلمان پر ”حسن ظن“ رکھتے ہوئے اسی ایک وجہ کی طرف میلان کرنا چاہیے۔“

(اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان و ما اھل بیہ لغیر اللہ: صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۸)

محترم قارئین کرام! جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی امام الحدیث حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے ”شاگرد“ تھے اور خواجہ شمس الدین سیالوی کے ﴿خلیفہ مجاز﴾ تھے پھر بعد میں مکہ المکرمہ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے بھی جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ”خلافت“ عطا فرمائی تھی، جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی ”علمائے دیوبند“ کو اہلسنت والجماعت حنفی مذہب ”مسلمان مانتے“ تھے اور ان کے مقابلے میں احمد رضا خان فاضل بریلوی جو ”علمائے دیوبند“ کو ”کافر مرتد“ کہتے تھے انہیں ”غلط اور مسلمانوں کو کافر“ کہنے میں جلدی کرنے والا تصور فرماتے تھے، اس لئے سابقہ صفحات میں ہم نے اپنے قارئین کیلئے جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تمام تصانیف سے تحریرات پیش خدمت کر دی، تاکہ آپ قارئین ”اصل حقائق“ سے واقف ہو جائیں۔

﴿علمائے دیوبند، جناب مفتی فیض احمد گولڑوی کی نظر میں﴾

جناب مفتی فیض احمد گولڑوی فرماتے ہیں :

(۱) ”آج کے دور میں کسی مسلمان، خصوصاً کسی صاحب علم، کی کسی بات یا عبارت کو اپنے ذہن کے مطابق ”سمجھ کر بلا تحقیق“ اس کی تردید شروع کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات ”تکفیر و تفسیق“ تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے اسلامی اتحاد اور اخوت کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔“

بیان فرما کر مسلمانوں کے مابین ”اختلاف اور تشدد“ کو کافی حد تک ختم کرنے میں آنجناب نے ایک زرین اسلامی خدمت سرانجام دی ہے۔

فروعی مسائل میں عموماً آنجناب نے وہاں قلم اٹھایا جہاں فریقین میں افراط و تفریط کی وجہ سے اصولی اختلاف کی نوعیت پیدا ہو گئی یعنی ایک فروعی اجتہادی مسئلہ کی بناء پر ایک نے دوسرے کی تکفیر و تفسیق شروع کر دی ایسی صورت میں آپ جیسے حکیم الامت کا سکوت ممکن نہ تھا جیسا کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے فتاویٰ، مکتوبات اور ملفوظات سے واضح ہے۔“ (اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان دماء اہل بغیر اللہ کے پیش لفظ کا صفحہ الف، ب)

جناب مفتی فیض احمد گولڑوی فرماتے ہیں :

(۳) ”دیوبندی، بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتیب فکر کے ”اختلافی مسائل“ پر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی اپنا مسلک ”تحریر و تقریر“ اور تالیفات کے ذریعہ برابر واضح فرماتے رہے، اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو ناپسند رہی، تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا ”ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم“ کے متعلق فرماتے تھے کہ ان کے ”متبحر عالم اور خادم اسلام“ ہونے میں کلام نہیں، مگر بعض اجماعی مسائل میں ”رعایت توحید“ کے زعم میں ”تشدد اختیار“ کر گئے ہیں۔

ان میں بعض مسائل از قلم استدواء، سجدہ تعظیسی، علم غیب، حاضر ناظر وغیرہ پر خود مقلدین میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا بریلوی اور دیوبندی ناموں سے دو گروہ بن گئے تھے۔ ان مسائل پر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مسلک کے متعلق تفصیلی بحث تصانیف کے باب میں آئے گی، ملفوظات اور مکتوبات کے باب میں آپ کے ارشادات سے پوری

فیض احمد صاحب کو ”گولڑہ شریف“ قیام کا حکم یہاں سے ہوا ہے، اس خواب کی تصدیق و تعبیر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے صاحبزادے اور ”جانشین گولڑہ شریف“ جناب قبلہ بابو جی پیر غلام محی الدین شاہ گولڑوی نے بڑے پیارے انداز میں بیان فرمائی، لہذا اب جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی سوانح ”مہر منیر“ اور دیگر کتابوں کے متعلق کام آپ یعنی جناب مفتی فیض احمد گولڑوی ہی کو کرنا ہوگا، آنجناب کو ”منجانب اللہ“ اس خدمت کے لئے منتخب فرمایا گیا اور آنجناب نے کس قدر اخلاص کے ساتھ یہ خدمات انجام دی، یہاں تک کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تمام تصانیف کے شائع کروانے تک کی مکمل خدمات آنجناب ہی کی دینی مساعی کا ثمرہ ہے، آنجناب کی مقبولیت کا اندازہ کر لینے کے بعد غور کیجئے کہ اتنے بڑے درجے کے آدمی نے کس قدر ”علماء دیوبند“ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا، جناب مفتی فیض احمد گولڑوی جو کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ”اجل خلفاء“ میں سے ہیں، اس خواب کا تذکرہ ”تحقیق الحق فی کلمۃ الحق“ کے شروع میں ”تقدیم“ کے عنوان سے تحریر کیا گیا ہے جو جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی ”تصنیف“ میں سے ہے۔

﴿علمائے دیوبند، حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کی نظر میں﴾

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ فرماتے ہیں :
 ”یہ اکابر علماء دین ہر گز کافر نہیں ہیں بلکہ بڑے اولیاء اللہ ہیں۔“ (براءۃ الابرار صفحہ ۹۸)
 محترم قارئین کرام ! حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے اور پھر مولوی عبدالحق خیر آبادی سے رامپور میں تعلیم حاصل کی تھی اور آپؒ ”خلیفہ مجاز“ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے تھے اور صدر ایوب خان کا قائم

کردہ ادارہ ”جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ“ کے منصب پر فائز رہے تھے، انگریزوں کے دور میں ”بہاولپور“ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین نکاح کے مسئلے میں مقدمہ چلا تھا۔

بہاولپور کے اس مشہور ”مقدمہ قادیانیت“ میں محدث العصر امام الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اعظمؒ مناظر اسلام حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کو ”دارالعلوم دیوبند“ سے اس ”مقدمہ“ میں شہادت دینے کیلئے حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے ہی بلایا تھا پھر بہاولپور پہنچنے پر ان ”علماء دیوبند“ کا جس حسن عقیدت سے استقبال کیا تھا، اس استقبال نے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ”فتوے تکفیر“ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ”مدرسہ منظر اسلام بریلی“ میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کے سنسان جنگل میں اس وقت کوئی ایسا صاحب علم موجود نہ تھا جو مرزائیت کے خلاف مسئلہ نکاح میں عدالت کو متاثر کر سکتا۔

قارئین کرام آپ خود غور فرمائیں کہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اس ”فتوے تکفیر“ کی کیوں تصدیق نہ کی؟ یہ محض اس لئے کہ ”علماء دیوبند“ کے خلاف یہ ”فتویٰ تکفیر“ غلط تھا۔

﴿علمائے دیوبند، حضرت مولانا شیخ محمد گوالیاریؒ کی نظر میں﴾

حضرت مولانا شیخ محمد گوالیاریؒ فرماتے ہیں :

”انصاف سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تمام دنیا میں ”فرقہ رضائیہ“ سے بڑھ کر کوئی ”فرقہ نامہ مذہب“ سخت گونہیں ہے۔“

(فرقہ رضائیہ کا مناظرہ سے فرار: صفحہ ۶، مصنف مولانا شیخ محمد گوالیاریؒ)

﴿علمائے دیوبند، جناب صوفی عبدالواجد شاہ مودودی چشتیؒ کی نظر میں﴾

جناب صوفی عبدالواجد شاہ مودودی چشتیؒ فرماتے ہیں :

”علمائے دیوبندؒ کی شان علم بڑی ہے ان کو ایک ”معمولی مولوی کا کافر“ بنانا اس کے علم کی کمی کی دلیل ہے۔“ (براءۃ الا برار صفحہ ۱۱۸)

﴿علمائے دیوبند، حضرت مولانا احمد الدین گبویؒ کی نظر میں﴾

حضرت مولانا احمد الدین گبویؒ فرماتے ہیں :

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے وطن کو چھوڑنے والا غازی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے والا مولوی محمد اسماعیل ظاہر حال میں سے صاف و پاک ہو کے گیا ہے، جو کوئی ایسے ”عالم فاضل متبع سنت“ کے حق میں ”بدگمانی اور کفر“ کا اعتقاد کرے وہ خود ہی اس بلا میں مبتلا ہے اور منکر ہے ”آیات و احادیث کا یا کلمہ طیبہ و حدیث“ اس شخص کے حلق سے نیچے اتر ہی نہیں۔“ (عشرہ کاملہ، آٹھواں سوال، فخر الطابع دہلی طبع ۱۳۷۲ھ)

محترم قارئین کرام ! شمالی پنجاب میں ”بھیرہ شریف“ وغیرہ کے مضافات میں گبوی خاندان کے علماء، خاص شہرت کے مالک رہے ہیں، انکے مورث اعلیٰ حضرت مولانا احمد الدین گبویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ آپ نے حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلویؒ کے خلاف مولوی فضل رسول بدایونیؒ کا ساتھ نہ دیا تھا، حضرت مولانا احمد الدین گبویؒ کی قبر بھیرہ کی تاریخی جامع مسجد کے جنوبی حصہ میں موجود ہے، آج کے اس دور میں ”بھیرہ شریف“ کی علمی شہرت جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری سے ہوئی ہے۔

کی بے انتہاء قدر و منزلت کرتے تھے۔ (مقدمہ فتاویٰ مظہری)
محترم قارئین کرام! اب بھی کیا کسی کو اس میں شک ہو سکتا ہے کہ ”علماء دیوبند“ اہلسنت والجماعت سے نہیں ہیں اور اسے خود وہ لوگ بھی مانتے ہیں جنہیں احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین اپنے بزرگ سمجھتے ہیں، یہ حالات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے کہ اہل علم کے کسی حلقے سے ان کے دین و مذہب کی کہیں تائید نہیں ہوئی کہ ”اہلسنت والجماعت“ کو مستقل طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

﴿علمائے دیوبند، حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کی نظر میں﴾

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

(۱) ”یہ حضرات مسلمان اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔“ (برآۃ الابراہیم صفحہ ۲۰۹، ۱۳۳۵ھ)

(۲) حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

”اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اکثر ”علماء کو تکفیر“ کے گھاٹ اتار دیا اور فاضل بریلوی

کی تفسیق و لعن طعن سے تو کوئی بھی نہیں بچا۔“ (تجلیات انوار المعین، صفحہ ۵۶)

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے شوق تکفیر کی

ان الفاظ میں بھی مذمت فرمائی :

(۳) ”دنیا میں شاید کسی نے اس قدر ”کافروں کو مسلمان“ نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلیٰ

حضرت احمد رضا خان بریلوی نے ”مسلمانوں کو کافر“ بنایا، یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے

اعلیٰ حضرت کے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔“ (تجلیات انوار المعین، صفحہ ۹۱)

میں کبھی پائی گئی ہوں، نیز ”علمائے دیوبند“ کو کافر ثابت کرنے کی کوشش میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ساتھ نہیں دیا، حضرت مولانا معین الدین اجیریؒ کی علمی مقام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے کہیں زیادہ تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کرامت سلطان الاولیاء حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ اجیریؒ کی ہے جس کی برکت سے حضرت مولانا معین الدین اجیریؒ کے سامنے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ”باطنی غلاظت“ کی حقیقت کھل گئی تھی، حضرت مولانا معین الدین اجیریؒ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بارے میں جو ”انکشافات“ ہوئے، انہی کا نام ”تجلیات انوار المعین“ ہے۔

حضرت مولانا معین الدین اجیریؒ خیر آبادی اجیر کے علاقے کے ”مدرسہ معینیہ عثمانیہ“ کے صدر مدرس تھے، آپ مولانا اجیریؒ، علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم میں سے نہیں تھے، مولوی محمد اشرف کچھوچھوری بریلوی کے بیٹوں مدنی میاں اور ہاشمی میاں نے اپنے رسالہ ”ماہنامہ المیزان“ کا ایک خصوصی نمبر ”المیزان احمد رضا نمبر“ شائع کیا تھا، اس میں ہاشمی میاں نے حضرت مولانا معین الدین اجیریؒ کا تعارف اس طرح کرایا ہے، تحریر کرتے ہیں :

”شمس العلماء حضرت مولانا معین الدین اجیریؒ، مولوی فضل حق خیر آبادی کی تحریک آزادی کے ممتاز رہنما تھے۔“ (المیزان احمد رضا نمبر صفحہ ۳۹۶)

﴿علمائے دیوبند، حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ کی نظر میں﴾
حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ فرماتے ہیں :

”میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لے جا رہے

ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تو جہاں پائے مبارک حضور ﷺ کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا جا رہا ہوں کہ حضور ﷺ کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا۔“ (انوار العاشقین: صفحہ ۸۸، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ)

محترم قارئین کرام! حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ سلسلے کے نہایت قوی نسبت بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ”کشف وکرامات“ سے بہت نوازا تھا اپنی اس باطنی شان سے ”علماء دیوبند“ کو خوب پہنچانتے تھے اور ”علماء دیوبند“ کی عظمت اور روحانیت سے پوری طرح واقف تھے، حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ کی مجلس میں احمد رضا خان بریلوی کے جاہل ماننے والے ”انگریز حکومت کے وفادار ایجنٹ“ نے کہا کہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ تو ”امکان کذب“ کے قائل ہیں، تو حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ نے یہ سن کر اپنی گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقبہ کر کے ارشاد فرمایا:

”لوگو! تم کیا بات کہتے ہو مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کا قلم عرش کے

سائے میں چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔“ (انوار العاشقین: صفحہ ۸۹)

محترم قارئین کرام! یہ ان اللہ والوں کا مشاہدہ عرض کیا گیا ہے، جن کی بصیرت کا تذکرہ چاروں طرف ہندوستان میں مانا گیا تھا اور ان لوگوں کے بارے میں مشاہدہ ہے، جنہیں ہم ”علماء دیوبند“ کے نام سے یاد کرتے ہیں جو اپنی جگہ علم و عرفان کے آفتاب و ماہتاب تھے۔

مفتی محمد خلیل احمد خان قادری بدایونیؒ ”مارہرہ شریف“ کے سید شاہ محمد میاں

قادری سے بیعت تھے اور بدایوں کے محلہ سوتھ کی بڑھ والی مسجد کے سرپرست تھے،

(۵) فقیر کا طریقہ جو آپ پر خوب واضح ہے یعنی ”علماء دیوبند“ کے بارے میں ”کف لسان“ کرنا اس پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے اس حکم کو دلیل شرعی سے ثابت کیا جائے؟

(۶) وہ علماء مشہورین جن کے نام نیچے لکھے ہیں ان کے بارے میں بتاؤ کہ یہ علماء حضرات آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا غیر مسلم، بصورت مسلمان یہ سنی ہیں یا غیر سنی؟

علماء فرنگی محل، لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤیؒ اور حضرت مولانا عبدالباریؒ و جناب مولوی عتیق میاں، علماء رام پور میں جناب مولوی سلامت اللہ صاحبؒ و جناب مولوی خلیل اللہ خانؒ و حضرت مولانا عبدالصیر میاں پبلی بھیت و حضرت مولانا نذیر احمد صاحب احمد آباد گجرات، علماء بدایوں میں سے جناب مولوی عبدالقادر صاحب و جناب مولوی عبدالمقتدر صاحب و حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب و جناب مولوی محبت احمد صاحب و حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مفتی مدرسہ قادریہ بدایوں، ان حضرات علماء معاصرین کے بارے میں آپ کی لاعلمی ظاہر کرنا کافی نہ ہوگا، کیونکہ ان میں اکثر کے ذکر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے رسائل میں موجود ہیں ؟

عزیزان گرامی ! یہ سوالات فقیر نے جب ان جاہل و اعظین کو بھیجے تھے مگر اس کے جواب میں ساری پارٹی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین کو سانپ سونگھ گیا، جب درمیانی لوگوں نے بار بار تقاضے کئے کہ ان ”سوالات کا جواب“ دیا جائے تو مولوی حکائی شریف الحق بریلوی نے کہا کہ ان سوالات کا جواب ہم نہیں دے سکتے اگر ہم ان کا جواب دیں گے تو ہمارے ہاتھ کٹ جائیں گے، اس سے صاف

بریلوی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلوی مرحوم کے بارے میں ”کف لسان“ کیوں کیا، اس کے جواب میں بے پرکی اڑائی کہ ”تقویۃ الایمان“ کے متعلق یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ یہ کتاب مولوی محمد اسماعیل دہلوی مرحوم کی ہے وہ کتاب لکھنے کے بعد ”یاغستان“ چلے گئے اور کہہ گئے تھے کہ میں واپسی کے بعد اس کتاب میں کچھ ترمیم کروں گا وہ وہاں جا کر انتقال کر گئے لوگوں نے بعد میں اس کو چھپوا دیا۔

مسلمانوں اس سراپا کذب و افتراء کو ملاحظہ فرمائیے کہ جو چیز کبھی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے بھی خواب و خیال میں نہ آئی اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے جو ”اشتہار اطیب“ ”تقویۃ الایمان“ کے رد کے نام سے کتاب لکھی ان کے بھی کبھی خیال میں یہ بات نہ آئی، وہ ان احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین کے دماغ میں سمائی جس کا سر نہ پیر بے پرکی اڑائی ہے۔

پھر فقیر نے سوال کیا کہ ”علماء دیوبند“ نے جب صریحاً انکار اور اس مضمون خبیث سے تبری و تحاشی (یعنی بری ہونا اور کنارہ کشی اختیار کرنا) بیان کر دی اور اسی عبارت کا مطلب بھی بتا دیا، اس کے بعد احمد رضا خان فاضل بریلوی کی کوئی تحریر جو خاص ان ہی کی ہو جس میں انہوں نے ان کے انکار اور تبری و تحاشی کے علم کا اقرار کرتے ہوئے پھر بھی ان کے لئے حکم ”کفر و ارتداد“ باقی رہنے کو بیان کیا ہو تو دیکھائیے اس کے جواب میں انہوں نے ”واقعات النسان“ کو پیش کیا، اس پر فقیر نے کہا کہ میری شرط کے مطابق یہ رسالہ نہیں ہوا کیونکہ میری شرط تو یہ ہے کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی ہی کی ”تصنیف“ ہو، کیونکہ ”کفر کا فتویٰ“ دینے والے وہ ہی تو ہیں، یہ رسالہ تو مصطفیٰ رضا خان بریلوی کا لکھا ہوا ہے، لہذا اسکو پیش کرنے سے کیا فائدہ خاص

ارشادات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے پیر بھائی کے ہیں اور مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے پیر خانہ ”مارہہ شریف“ کے اپنے حلقے کی واضح شہادت ہے اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کو تکفیر ”علماء دیوبند“ پر احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ان کے اپنے دور کے علماء معاصرین سے بھی کہیں حمایت و تصدیق نہ حاصل ہو سکی، جب اس دور کے اکثر علماء معاصرین دنیا سے وصال فرما کر رخصت ہو گئے تو پھر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ”جاہل و مکار و اعظین“ نے اپنے ناواقف عوام کو علمائے بدایوں کے گرد جمع کرنے کے بجائے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی عقیدت پر جمع کرنا شروع کر دیا، یہ بریلویت اور رضا خانیت کی امتداء ہے جو احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے مشہور ہوتی چلی گئی۔

﴿علمائے دیوبند، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب کی نظر میں﴾

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب فرماتے ہیں :

”نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے، اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں، اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے جیسے لوگ اب اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب ”ضیاء القلوب“ میں ہیں) ان کے سامنے (بیٹھ کر) حاصل کرے، انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا، خدا ان

”اس (مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات) کے صدے نے فقیر کو زندگی سے بے مزہ کر دیا، اب یہی آرزو ہے کہ حق تعالیٰ خاتمہ بخیر سے جلد اس جہاں سے اٹھالے، (اس سے) زیادہ کیا لکھوں۔ بجز رضا بقضا کے کچھ بن نہیں پڑتا اس نامہ غم کو تھ کر کے جواب خط لکھتا ہوں۔

جو تم میں بڑے اور مدرسہ کے سرپرست تھے راہی دار بقا ہوئے، (ان اللہ وانا الیہ راجعون) اب تم سب کو چاہیے کہ جان و دل سے مدرسہ کی بہبودی اور بھلائی میں کوشش اور سعی کرو کہ جس سے نعمائے دارین حاصل ہوں، خصوصاً تم کو بہت کوشش کرنا چاہیے کہ تم کو سب لوگ اپنا بڑا سمجھتے ہیں، تم کو مناسب ہے کہ سب سے جو جس کام پر معین ہیں ان سے بخوبی کام لو۔

اور تم نے (فقیر کو) لکھا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی مرحوم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تم بنا دو۔

عزیز من ! فقیر ان دنوں میں مبہوت العقل ہے بعد میں اگر منظور الہی ہے تو لکھوں گا، تم وہاں سب کے حال سے واقف ہو، جس کو ذرا کر شا کر مشغول حق اور ماسوا سے بے رغبت پاؤ اس کو اجازت (خلافت) دے دو، فقیر کی طرف سے بھی اجازت ہے، مولوی محمود الحسن شیخ الہند وغیرہ سب اہل معلوم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو محبت و معرفت اپنی اور اتباع شریعت نصیب کرے۔“

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ نے ایک خط مولوی عبدالسیح رامپوری کو بھی تحریر فرمایا :

”فقیر کا یہ مسلک ضرور ہے کہ اہل اسلام کو تکفیر پر جرات نہیں کرتا، بلکہ اس

شائع کی گئی تھی، اور احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان کی زندگی میں ہی ”کفر کا فتویٰ“ دیا تھا اور یہ بھی فتویٰ میں تحریر کیا تھا کہ ان کے کفر میں جو شخص ”شک و تامل“ کرے وہ بھی ”کافر“ ہے، لیکن اس فتوے کے بعد بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ ۲۰ سال مزید زندہ رہے اسی طرح حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کی زندگی میں ہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ کی وفات ہوئی ہے لیکن وہ عبارات جس کو بنیاد بنا کر احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان ”علماء دیوبند“ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ جیسے صاحب کرامت و کشف بزرگ نے ان ”علماء دیوبند“ کو کافر کیوں نہیں فرمایا؟ جنہیں آج بھی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل و اعظین میں سے ”کوکب نورانی“ وغیرہ جیسے لوگ، اہل اللہ، خاصانِ خدا اور بزرگ ہستی تسلیم کرتے ہیں، آخر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اس فتوے کی رو سے تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ جیسے صاحب کرامت و کشف بزرگ ترین ہستی گرامی کی ذات بابرکت پر بھی حرف آتا ہے، اور جو لوگ علماء اہلسنت والجماعت میں سے ہیں، جو اپنے آپ کو نہ ”بریلوی نہ دیوبندی“ کہتے ہیں اور ساتھ میں ”علماء دیوبند“ کو مسلمان اور مسلمانوں کا پیشوا تسلیم کرتے ہیں، ان پر بھی حرف آتا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ ہر ماہ مکہ المکرمہ سے دارالعلوم دیوبند کے لئے ایک روپیہ امداد بھیجا کرتے تھے۔

اب اخیر میں وفات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ نے ”علماء دارالعلوم دیوبند“ کے نام جو خط تحریر فرمایا تھا، اس کا متن قارئین کی خدمت میں تحریر کرنا چاہتا ہوں، جو آج بھی ”دارالعلوم دیوبند“ کے دفتر

ہوئے تحریر فرمایا :

”ذرا غور فرمائیے ! ہماری سختی اور تشدد نے ہمارے ”اہلسنت والجماعت“

اور بالخصوص احناف کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا ہے۔

افسوس صد افسوس ! ہمیں اپنے پاک مذہب کی اس ذلت پر ذرا نظر نہیں

ہوتی، احمد رضا خان فاضل بریلوی ذرا خدا کے لئے غور کیجئے اور دشمنان اسلام کو ہم اور

ہمارے پاک مذہب پر ہٹنے کا موقع نہ دیجئے۔“ (اتہام الحجہ: صفحہ ۳۳، مراسلات سنت

وندہ: صفحہ ۱۶ سیرت مولانا مولوی محمد علی مونگیری: صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲)

محترم قارئین! حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ کی روحانی نسبت شیخ

العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحبؒ سے تھی، ان کا ”مدرسہ فیض عام“

کانپور میں تھا، اس خط کو پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں احمد رضا خان

فاضل بریلوی ”دشمنان اسلام“ کو ”دین اسلام“ پر ہٹنے کا موقع دے رہے تھے اور بے

جائتد ”اہل سنت والجماعت“ کے دو ٹکڑے کر رہے تھے۔

حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ سے اس دور کے نامور معاصرین اسلام

میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے آپ کے گلشن علم سے فیض نہ حاصل کیا ہو، اس

وقت آپ کی شاگردی فضل و کمال کی سب سے اعلیٰ اور بلند ترین سند شمار ہوتی تھی،

آپ کے خاص شاگردوں میں یہ علماء اسلام قابل ذکر ہیں :

حضرت مولانا عبدالحق دہلویؒ مصنف ”تفسیر حقانی“ مولانا عبدالغنی

کانپوریؒ، مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی جیسی برگزیدہ ہستیاں ہیں،

ایک بار ”جامعۃ العلوم کانپور“ کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ”علماء دیوبند“ کے

آپ ”علماء دیوبند“ اور ”ندوة العلماء“ کے بانیان اور متعلقین علماء کو آخر زندگی تک مسلمان اور ”اہلسنت والجماعت“ سمجھتے تھے، کبھی بھی احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری شغل میں ان کا ساتھ نہیں دیا جس کا اندازہ اس خط سے بخوبی ہوتا ہے۔

”درس نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب اور فلسفہ وغیرہ کی تکمیل میں نے ”مدرسہ امینیہ دہلی“ سے کی تھی، قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر میں نے حضرت مولانا ڈپٹی نذیر احمد صاحبؒ سے پڑھی ہیں اور حدیث کی کتابیں مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے پڑھی ہیں، ”مدرسہ امینیہ“ میں جب میں نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کیلئے (شیخ الہند) حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحبؒ (دیوبندی) تشریف لائے تھے، آپؒ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں، میں فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھا، جب میری باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں، (شیخ الہند) مولانا محمود الحسن صاحبؒ (دیوبندی) کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انھوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر میری دستار بندی کی اور میری ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی، میری سند پر (شیخ

صاحب سے کہا کہ ”میں نے سنا ہے اہل لاہور میرے درپے آزار ہیں، ایسا کیوں ہے۔“
آپ پیر صاحب نے فرمایا، ”مولوی (شبیر احمد عثمانی) صاحب! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔“
مولوی (شبیر احمد عثمانی) صاحب نے کہا، ”میں تو نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو ”کافر اور مرتد“ سمجھتا ہوں، یہی میرا عقیدہ ہے، میں کیسے گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کر سکتا ہوں۔“

قبلہ عالم پیر صاحب نے جلسہ میں کھڑے ہو کر فرمایا، علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب ”میرے بھائی ہیں، خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ کرے، میرے سامنے انھوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کر دی ہے۔“ مولوی (شبیر احمد عثمانی) صاحب قبلہ عالم پیر صاحب کے اخلاق کریمانہ سے بہت خوش ہوئے۔

(سیرت امیر ملت، صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵)

جناب سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا رویہ مجلس احرار اسلام کے ساتھ کیا تھا؟
”مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک شروع کی تو قبلہ عالم پیر صاحب حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے، آپ نے فوراً پانچ سو روپے ”مجلس احرار اسلام“ کے لئے ارسال کیے اور یاران طریقت (یعنی اپنے مریدوں اور خلفاء کرام) کو اس تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا، چنانچہ یاران طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا، اپنی خدمات بھی پیش کیں اور جلسے کر کے چندے کئے اور وہ رقمیں ”مجلس احرار“ کو ارسال کیں، یاروں میں بہت لوگ جیل میں گئے، خلفاء کرام میں سے مولوی امام الدین صاحب، پیر ولایت شاہ صاحب، منشی احمد دین صاحب،

ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب کجاہی بذات خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے، ان حضرات نے ہزار ہاروپہ نقد اور ہزاروں روپیہ کی مالیت کے زیورات مجلس کے فنڈ میں ارسال کئے تھے، قید ہوئے تو دوسروں کی طرح ان میں سے کسی نے معافی نہیں مانگی، یاران طریقت اور خلفاء کرام میں سے سب قید و بند کی پوری مدت گزار کے رہا ہوئے، جب قبلہ عالم پیر صاحب حیدر آباد دکن سے واپس آئے تو ”مجلس احرار“ کے زعماء اظہار تشکر کے لئے حاضر خدمت ہوئے، آپ پیر صاحب نے اس وقت پھر پانچ سو روپے کا عطیہ مرحمت کیا۔ (سیرت امیر ملت: صفحہ ۴۰۲ تا ۴۰۳)

محترم قارئین کرام! جناب پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، جناب بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی کے ”خلفہ مجاز“ تھے، آپ کے فرزند اکبر پیر سید محمد حسین شاہ صاحب تھے، جو بعد میں ”سجادہ نشین اول“ تھے، آپ کے بھٹے صاحبزادے پیر سید خادم حسین شاہ صاحب تھے، انھوں نے ”مدرسہ جامعۃ العلوم کانپور“ سے تحصیل علم فرمایا تھا، جناب پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی سے ملاقات بہت اچھی اور خوشگوار تھی جب ہی تو سوال و جواب کے بعد کھڑے ہو کر اپنا بھائی کہہ کر اظہار خیال فرمایا اور اپنے دونوں بیٹوں کو ”علماء دیوبند“ کے مدارس سے ”درس نظامی“ کی تحصیل فرمانے کے لئے داخل فرمایا، اور ساتھ میں ”علماء دیوبند“ کی ”مجلس احرار اسلام“ کے لئے عطیات چندے کی صورت عنایت فرمائے اور اپنے مریدین و خلفاء کرام یاران طریقت کیلئے حکم فرمایا کہ وہ سب ”مجلس احرار اسلام“ کے کام میں حصہ لیں، ”علماء دیوبند“ کی ”مجلس احرار اسلام“ کو اپنی ”مجلس و جماعت“ سمجھ کر ہر طرح کی قربانی دیں، اس گفتگو سے صاف طور پر یہ بات

واضح ہو جاتی ہے کہ ان ”حضرات اکابر علی پور“ کے نزدیک ”علماء دیوبند“، مسلمانوں کے مذہبی رہنما تھے، جب ہی تو ان کے مدارس اور ان کی جماعت میں شامل ہوا جا رہا ہے تو احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری مہم ”علماء دیوبند“ کے بارے میں جو تھی اس کو رد کر کے فیصلہ ”علماء دیوبند“ کے حق میں دیا گیا، آپ کا وصال ۲۷ ذیقعد ۱۳۷۰ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۹۵۱ء میں ہوا تھا۔

﴿علمائے دیوبند﴾ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کی کی نظر میں ﴿﴾
 حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کی صاحب فرماتے ہیں :

”آپ مولوی عبدالمسیح رامپوری سے جو قدیم (زمانے) سے محبت اور بے تکلفی ہے اس لئے لکھتا ہوں کہ جو آپ کی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر بھی اب بڑی سختی سے ہوتی ہے، اس لئے حافظ عبد اللہ صاحب جو مدرس دوم ”مدرسہ فقیر صولیہ“ کے ہیں ان کو دہلی سے بھیجا ضرور تھا، سوان کو تاکید کی گئی کہ جاتے (وقت) یا آتے (وقت) آپ مولوی عبدالمسیح رامپوری سے بھی میرٹھ میں ملیں سو وہ ملاقات کر کے زبانی بھی آپ سے کہیں گے کہ یہ مقدمہ جتنا دبا سکے دبا دینا اور ہرگز نہ بڑھانا۔“ (انوار ساطعہ: صفحہ ۳۰)

محترم قارئین کرام ! بنظر انصاف غور فرمائیے کہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کی صاحبؒ نے کس محبت کے ساتھ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد محدث لنگوہی صاحبؒ کا نام ذکر فرمایا اور ساتھ میں مولوی عبدالمسیح رامپوری کو نصیحت فرما رہے ہیں اور ساتھ میں اپنے نمائندے کو بھی ان کی خدمت میں پیغام

دے کر بھیج رہے ہیں کہ دونوں مولوی صاحبان آپس میں ہونے والے اختلاف کی سختی کو جتنا ہو سکے دبا دیں اور اس ”فروغی اختلاف“ کو مزید آگے نہ بڑھانے کی نصیحت بھی فرما رہے ہیں تاکہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اور انکے واعظین موقع سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اور مولوی عبدالمسیح رامپوری نے پوری زندگی میں اختلاف ہونے کے باوجود کبھی بھی ”علماء دیوبند“ کو کافر نہیں فرمایا بلکہ مسلمان ہی سمجھتے رہے تھے۔

﴿علمائے دیوبند، مولوی عبدالسمیع رامپوری کی نظر میں﴾

مولوی عبدالسمیع رامپوری تحریر فرماتے ہیں :

”حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب“ کا یہ ارشاد ۱۳۰۴ھ میں میرے پاس پہنچا کہ مرضی کے خلاف یہ بات ہے کہ علماء معصروں کا قافلہ (یعنی علماء دیوبند) کی نسبت بعض الفاظ شنیع لکھے یہ (بات) ارباب تحقیق سے بعید ہے۔“

الحاصل میں یعنی مولوی عبد السمیع راہپوری نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کا فرمان مان لیا اور مولوی خلیل الرحمن صاحب جو ان ایام میں ”مکہ مکرمہ“ میں، حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس موجود تھے، میں یعنی مولوی عبد السمیع راہپوری نے ان کو خط اس وقت لکھا تھا، اس خط میں یہ مضمون لکھ دیا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کر دینا کہ جو الفاظ تیز و تند (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہیؒ و مولوی خلیل احمد سہارنپوریؒ اور دیگر علماء دیوبندؒ میں سے) کسی کی نسبت لکھے گئے ہیں ان کو نکال دوں گا۔“ (انوار ساطعہ: صفحہ ۲۵)

محترم قارئین کرام! غور فرمائیے کہ مولوی عبد السمیع رامپوری خلیفہ مجاز

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب کے ہیں، اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین آج تک انہیں اپنے بزرگوں میں سے کہتے ہیں، اور یہ بات حقیقت بھی ہے، مگر اس کے باوجود بھی ان مولوی عبدالمسیح رامپوری نے ”علماء دیوبند“ سے اختلاف شدید ہونے کے باوجود پوری زندگی میں کافر نہیں فرمایا، بلکہ اپنے شیخ و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب کے منشاء و مرضی کے مطابق حضرت حاجی صاحب کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ جو الفاظ تیز و تند ”علماء دیوبند“ کی نسبت لکھے گئے ہیں، ان کو ضرور اپنی تصنیف ”انوار ساطعہ“ سے نکال دوں گا، جبکہ اس تصنیف ”انوار ساطعہ“ میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بھی تقریظ موجود ہے، اب احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین کو اپنے بزرگوں کے اس فیصلے پر شرم کے مارے ماتم کرنا چاہیے، کہ انہیں کہ بزرگوں نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری مہم کی چال کو کس طرح رد فرمایا ہے۔

﴿علمائے دیوبند، جناب حکیم محمد اسحاق مزنگ والے کی نظر میں﴾

جناب حکیم محمد اسحاق مزنگ والے فرماتے ہیں :

”ایک مرتبہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب اور بندہ اور ایک دوسرے ساتھی کے ہمراہ میاں شیر محمد شرقپوری کے حکم کے مطابق ”دارالعلوم دیوبند“ گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب حضرت انور شاہ صاحب کشمیری کو معلوم ہوا کہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب شرقپور سے تشریف لائے ہیں تو بے ساختہ فرمایا کہ وہ جہل اللہ کا شیر رہتا ہے، میری تمنا ہے کہ ان

ہو کر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے تبحر عالم سے دورہ حدیث ختم کیا۔ (معدن کرم: صفحہ ۱۶۰)

محترم قارئین کرام! غور فرمائیے یہ ”مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور“ وہی جگہ ہے جہاں حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کے ”اجل خلیفہ“ حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ صدر مدرس تھے اور اسی ”مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور“ سے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری مہم کے فتوے بنام ”حسام الحرمین“ کے خلاف ہندوستان میں پہلی آواز اٹھی تھی اور اس آواز کو اٹھانے والے حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ مہاجر مدنیؒ کی ذات گرامی ہی تھی، انھوں نے اس وقت ”المہند علی المہند“ تحریر فرما کر ”مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور“ ہی سے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تصنیف ”حسام الحرمین“ کا پردہ چاک کیا تھا، اس کے باوجود مولوی سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کرمانوالے نے اسی ”مدرسہ“ ہی کو اعلیٰ دینی علوم کے حصول کیلئے منتخب فرمایا، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مولوی کرمانوالے نے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فتویٰ تکفیر ”علماء دیوبند“ کی کوئی پراہ نہ کی اور ”علماء دیوبند“ کو مسلمانوں کا مذہبی رہنما سمجھتے ہوئے ”مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور“ ہی کو منتخب فرمایا مولوی سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کرمانوالے جب بھی ”کراچی تشریف“ لاتے تھے، تو نماز جمعہ ”جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن“ ہی میں ادا فرماتے تھے، ان مقدس بزرگوں کو ”علماء دیوبند“ سے یہ حسن اعتقاد میاں شیر محمد شرقی پوری کے قدموں میں بیٹھنے کی برکتوں سے وراثت میں ملا تھا، مگر افسوس کہ میاں محمد جمیل احمد شرقی پوری کو ”خزینہ معرفت“ کی وہ عبارت جس میں ”دیوبند میں چار ٹوری وجود“ کا ذکر تھا، کو نکالنے اور

مزید فرماتے ہیں :

”میں آپ (صاحبزادہ آفتاب احمد خان) کی اس تجویز سے پورے طور پر متفق ہوں کہ دیوبند اور لکھنؤ (ندوہ) کے بہترین مواد کو برسر کار لانے کی کوئی سبیل نکالی جائے۔ میری رائے ہے کہ ”دیوبند اور ندوہ“ کے لوگوں کی عربی علمیت ہماری دوسری یونیورسٹیوں کے گریجویٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔“

(اقبال نامہ حصہ دوم صفحہ ۲۱۷-۲۲۳)

مزید فرماتے ہیں :

”اس (ڈپٹی) کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب کشمیری سے جو دنیاۓ اسلام کے جدید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری (ان سے) خط و کتابت ہوئی۔“
(انوار اقبال: صفحہ ۲۵۵)

عریضہ اقبال بخدمت مولانا محمد انوار شاہ کشمیری

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

”مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ ”انجمن خدام الدین“ کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے، میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا، اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں، جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمن صاحب قبلہ عثمانی، حضرت مولوی شبیر احمد صاحب (عثمانی) اور جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں بھی یہی التماس ہے، مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرف قبولیت بخشیں گے، آپ کو (اپنی) قیام گاہ سے لانے کیلئے سواری (میرے) یہاں سے بھیج دی جائے گی۔“ (منقول از اقبال نامہ: جلد ۲، صفحہ ۲۵۷)

اور عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار تھے اور نہ ہی آپ ”علماء دیوبند“ کے شاگردوں میں سے تھے، بلکہ ”علماء دیوبند“ کی دینی اسلامی خدمات کی وجہ سے ”علماء دیوبند“ سے بے انتہاء محبت رکھتے تھے، اگر ”علماء دیوبند“ کی کسی تحریر کردہ عبارات میں ”کفریہ مفہوم“ پایا جاتا تو لازمی نتیجہ تھا کہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم جیسا عاشق رسول ﷺ اس بات پر ضرور تکبیر فرماتے ہوئے ”علماء دیوبند“ کے خلاف ہو جاتے، اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ”تکفیری مہم“ کا بھرپور ساتھ دیتے، لیکن ”علماء دیوبند“ کی کسی تصنیف کی عبارات کا ”کفریہ مفہوم“ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے نزدیک نہیں نکلتا تھا، جب ہی تو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ”علماء دیوبند“ کی ”تعریف و توصیف“ میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر و ارشاد فرمائے، جس کا انتقام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین میں سے ابوطاہر محمد طیب دانا پوری وغیرہ نے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم سے اس طرح لیا، وہ حسب ذیل ہیں۔

”ڈاکٹر اقبال کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔“

دوسری جگہ کہا :

”ہم نہیں سمجھتے کہ ڈاکٹر اقبال ایسے عقائد رکھتے ہوئے، کیسے مسلمان ہیں، ڈاکٹر اقبال کے اسلام کی حقیقت ہماری سمجھ میں نہیں آتی، اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر اقبال مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کوئی اور اسلام گڑھ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گڑھے ہوئے اسلام کی بناء پر مسلمان ہیں۔“

(تجانب اہلسنت: صفحہ ۳۴۰-۳۴۵)

﴿ علمائے دیوبند، مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی کی نظر میں ﴾

جناب مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی فرماتے ہیں :

”حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی مرحوم علوم دینیہ کے ناشر اور ایک عالم کو علم

دین سے سیراب کرنے والے تھے۔ (بوارق لامعہ: صفحہ ۲۲)

محترم قارئین ! جناب مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی ”مدرسہ طیبہ“ احمد آباد کے صدر مدرس تھے، انہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کی کتاب ”براہین قاطعہ“ کے جواب میں ”بوارق لامعہ“ کتاب تحریر فرمائی، بدعات کی تائید میں جو کچھ تحریر کر سکتے تھے، تحریر فرمایا اور ”براہین قاطعہ“ کی اس عبارت سے بھی گذرے جسے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ”حسام الحرمین“ میں صریح کفر ٹھہرایا ہے، مگر مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی نے کتاب ”براہین قاطعہ“ سے صرف علمی اختلاف کیا، لیکن حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کو کہیں کسی عبارت کی وجہ سے ”کافر نہیں کہا اور نہ ہی کفر کا مرتکب ٹھہرایا“ اور نہ ہی ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور نہ ہی انہیں کسی کفری معنی کا ملزم کہا ”بوارق لامعہ“ کتاب ”براہین قاطعہ“ کے رد میں لکھی گئی کتاب ہے، پھر مولوی عبدالمسیح رامپوری نے ”براہین قاطعہ“ کے رد میں ”انوار ساطعہ“ لکھی وہ بھی اس عبارت سے گذرے اور انہوں نے بھی کہیں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کو کسی ”کفری معنی یا عقیدے“ کا التزام کرنے والا نہیں بتایا، اور ”کفر کا فتویٰ“ بھی نہیں دیا، صرف علمی اختلاف کیا اور بدعت کی حمایت میں جو کچھ تحریر فرما سکتے تھے وہ علمی باتیں تحریر فرمائیں۔

﴿علمائے دیوبند، حضرت علامہ عبدالفتاح ابو غدہ شامیؒ کی نظر میں﴾

شیخ الاسلام حضرت علامہ عبد الفتاح ابو غدہ ہاشمیؒ فرماتے ہیں :

”اس عاجز و ناتواں کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل و انعام ہے کہ اس نے ہندوستان کے شہروں کی سیاحت و زیارت کا موقع بہم پہنچایا، بالخصوص ان شہروں میں سرفہرست ”دیوبند“ اور اس کی دینی درسگاہ ”دارالعلوم دیوبند“ کا درجہ ہے، جو درحقیقت ہندوستان کا علم و تقویٰ سے بھرپور زندہ قلب، علماء و مولفین کا مرکز اور دین و معرفت کے طلباء کی آماجگاہ ہے، اس مرکز کی زیارت عمر بھر کی تمناؤں اور لیل و نہار کے خوابوں میں سے ایک خواب و تمنا تھی، اللہ کا شکر ہے کہ آج ”دارالعلوم دیوبند“ کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور پرانا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

دور رہتے ہوئے جو کچھ ”دارالعلوم دیوبند“ کے بارے میں سنا تھا اس کا جو کچھ ذہن میں تصور تھا قریب سے دیکھ کر اس کو اس سے کہیں زیادہ اچھا اور بہتر پایا، اس مقدس ادارے کے گوشے گوشے سے انوار علم کا فیضان نظر آتا ہے، اس کی درسگاہوں میں ”رسول اللہ ﷺ کی احادیث“ کی تعلیم دی جاتی ہے اور تشنہ کالمان علم اور طالبانِ رشد و ہدایت کیلئے مثالی نظم و نسق، سلیقہ شعاری اور روشن دماغی کے ساتھ اس اسلوب سے احکام دین و شریعت بیان کئے جاتے ہیں جس میں اہل روحانیت کی روحانیت اور اصحاب علم و تحقیق کے آثار و فیوض نمایاں طور پر جھلکتے ہیں، اس ادارے کے مدرسین و اساطین ائمہ اجلہ بدرالہدیٰ (بدر بائے ہدایت) اور مصابیح وحی (شمعباۓ ظلمت) کے زیر سایہ ہمیشہ پھلتا پھولتا قائم رکھے اور ان بزرگوں کے نفع

جرات کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس لئے کہ اگر ان حضرات نے اس فریضے کی ادائیگی کی طرف توجہ مبذول فرمائی تو اس طرح جہاں وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گے ساتھ ہی ساتھ یہ دین و ثقافت کی ایک عظیم الشان خدمت اور قابل ذکر کارنامہ ہوگا، کیونکہ یہ علوم دنیا کے تمام مسلمانوں ہی کی ملک نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان مساوی طور پر ان سے استفادے کے مستحق ہیں چہ جائیکہ صرف ہندوستان ہی کے مسلمان ان کے اجارہ دار قرار پائیں، اس لئے از بس ضروری ہے کہ ”اردو کتابوں کے عربی میں تراجم“ کئے جائیں تاکہ ان کی زیادہ ”ترویج و اشاعت“ ہو اور وسیع پیمانے پر ان سے استفادے کے مواقع فراہم کئے جاسکیں۔

مجھے یہ سن کہ کسی حد تک اطمینان اور مسرت ہوئی کہ یہ اہم مسئلہ ”دارالعلوم دیوبند“ کی مجلس شوریٰ کے زیر غور ہے اور وہ عنقریب اس اہم بار اور ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے قدم اٹھانے والی ہے، جو درحقیقت اس ”دارالعلوم دیوبند“ کے علماء کا اور بالخصوص طلباء کا واجبی فرض ہے، میں اس خوشخبری کے بعد تمام ”علمائے دیوبند“ کا ان کے اس ”مبارک عزم اور اقدام پر تہ دل سے پیشگی شکریہ“ ادا کرتا ہوں، اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کار عظیم میں ان کی خصوصی مدد و معاونت ان کے شامل حال ہو، تاکہ بسہولت ”علماء دیوبند“ اس فریضے کو مرحلہ تکمیل تک پہنچا سکیں، باری تعالیٰ کیلئے یہ کوئی دشوار امر نہیں، ﴿وَمَا ذَلِكْ عَلَىٰ لَّهِ بَعِزٌ﴾ نہ ہی ”علماء دیوبند“ کیلئے ان کے پختہ عزائم کو دیکھتے ہوئے یہ کوئی ایسا کٹھن اور دشوار گذار مرحلہ ہے جو ناقابل عبور ہو۔

(روداد تحریری ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۳ء دارالعلوم دیوبند میں موجود ہے)

محترم قارئین کرام: عالمی اسلامی ادارہ ”جامعہ حلب شام“ کے استاد شیخ

الاسلام حضرت علامہ عبدالفتاح ابوعدہ شامیؒ کے اپنے ہاتھ سے تحریر کئے گئے اس تاثراتی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصاً ہندوستان کے علماء حق میں سے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے اہل خاندان کے روشن ضمیروں نے تعلیمات اسلام کی نشر اشاعت کی جو خدمات سرانجام دی تھی، اسی کو ”عربی زبان“ میں منتقل کرنے کی طرف ”علماء دیوبند“ کو متوجہ کیا جا رہا ہے، کیونکہ عالم اسلام کے تمام معاصرین علماء اس بات سے بخوبی واقف تھے، کہ ”دارالعلوم دیوبند“ کے بانیان سے لے کر تمام ”علماء دیوبند“ ”ہندوستان میں ”دارالعلوم دیوبند“ کو تعمیر کر کے ”خاندان ولی الہی کی علمی تعلیمی میراث“ جو ان ”علمائے دیوبند“ نے حاصل کی تھی، ہندوستان میں ”ولی الہی تعلیمی امانت کو فروغ“ دینے کی نیابت کا حق ادا کرنے کا بیڑا اٹھا چکے تھے، اسی وجہ سے عالم اسلام کے تمام معاصرین علماء کی توجہ ”دارالعلوم دیوبند“ سے تعلق رکھنے والے ”علماء دیوبند“ کی طرف متوجہ تھی، معاصرین علماء ”علمائے دیوبند“ سے پر امید تھے کہ ”علماء دیوبند“ اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں ضرور کامیاب ہو گئے اور اللہ رب العزت کی توفیق خاص اور تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظر کرم کی برکتوں سے ”دارالعلوم دیوبند“ کے ذریعے سے ”علماء دیوبند“ نے عالم اسلام کی جو تعلیمی خدمات انجام دی، اس سے مسلمانان عالم اسلام بخوبی واقف ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ”علماء دیوبند“ کی ان تعلیمی خدمات کے حوالے سے کچھ تحریر کر کے اپنے محترم قارئین کے ہاتھوں میں ایک کتابی شکل میں پیش کر دوں گا، اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری ان دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ (امین)

محترم قارئین کرام! عثمانی سلطنت کے متزلزل اقتدار کو بچانے کے لئے برصغیر میں جب ”علماء دیوبند“ کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے دیئے گئے فتویٰ ”تحریک خلافت“ اور ”ترک موالات“ کی تحریکیں زوروں پر تھیں، ہر محبت اسلام نے بڑھ چڑھ کر ”اسلامی خلافت“ کے دفاع کیلئے کام کیا ”علماء دیوبند“ کی شروع کی گئی ”تحریک خلافت“ کو علاوہ دیگر ”علماء معاصرین“ کے خواجہ ضیاء الدین سیالوی کی بھی پر زور تائید حاصل تھی، اور خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے ”تحریک خلافت“ کی حمایت کرتے ہوئے فتویٰ دیا:

”اب انگریزوں کی ملازمت حرام ہے۔“ (مہر منیر: صفحہ ۲۷۶)

خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے ”علماء دیوبند“ کے فتویٰ کی حمایت کر کے جس طرح مجاہدانہ خدمت کی ہے، پنجاب کے ”علماء معاصرین“ میں اس کی نظیر نہیں ملتی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے پورے ہندوستان میں تبلیغی دورے کر کے مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف کھڑے ہونے، اور ”علماء دیوبند“ کی ”تحریک خلافت“ کے مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے، تاکہ ”علماء دیوبند“ کی قیادت سے خلافت عثمانی کو بچایا جاسکے، چنانچہ اسی سلسلہ میں خواجہ ضیاء الدین سیالوی، ”دارالعلوم دیوبند“ میں بھی تشریف لے گئے، ”تحریک خلافت اور ترک موالات“ میں کھل کر خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے انگریز کی حمایت میں دیئے گئے فتویٰ کی مخالفت کی اور ”علماء دیوبند“ کا خوب ساتھ دیا اور اپنے حلقہ احباب میں یہ بات عام مجلس میں کہی کہ میں نے ”دارالعلوم دیوبند“ میں اصل حقیقت دیکھی ہے اور ”دارالعلوم دیوبند“ کو ”دوسروں کا عطیہ“ بھی دیا۔

خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے پھر پوری زندگی احمد رضا خان فاضل بریلوی کو کبھی اپنے منہ تک نہیں لگایا اور نہ ہی فاضل بریلوی کے طریقے پر ”علماء دیوبند“ کی تھوک کے حساب سے کبھی تکفیر کی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی مجاہد اور مصلح ہونے کے علاوہ اہل قلم بھی تھے، قادیانیت کے خلاف ایک رسالہ ”معیار مسیح“ بھی تحریر فرمایا تھا، جو قابل تعریف تصنیف ہے۔

مولوی غلام نظام الدین مرولوی، خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ اعظم خواجہ معظم دین مرولوی کے صاحبزادے ہیں، ”ہوا المعظم“ سوانح انھوں نے اپنے والد خواجہ غلام نظام الدین مرولوی کی تحریر کی ہے اور خواجہ ضیاء الدین سیالوی، خواجہ شمس الدین سیالوی کے صاحبزادے تھے، جو بعد ”سیال شریف“ کے جانشین بھی ہوئے تھے۔

﴿ علمائے دیوبند، خواجہ قمر الدین سیالوی کی نظر میں ﴾

خواجہ قمر الدین سیالوی فرماتے ہیں :

”میں نے ”تحذیر الناس“ کو دیکھا ہے، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان یعنی (مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) کا نام موجود ہے، خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے، جہاں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا دماغ پہنچا ہے، وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔“ (ڈھول کی آواز: صفحہ ۱۱۷)

محترم قارئین کرام ! خواجہ قمر الدین سیالوی فرزند اور جانشین خواجہ ضیاء

انگریز غالب آگئے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو حضرت حاجی صاحب ہجرت کر کے ”مکہ مکرمہ“ تشریف لے گئے، لیکن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب گرفتار ہو گئے تھے اور کافی عرصہ جیل خانے میں رہنے کے بعد رہا ہوئے، جس جہاز میں حضرت حاجی صاحب سفر کر رہے تھے، اس کا کپٹن ایک جرمن آفیسر تھا جس کا نام ”مولٹکے“ تھا، جب اس نے ٹکٹ طلب کیا تو حضرت حاجی صاحب نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹی کے ڈھیلے جو استیجا کی خاطر رکھے تھے نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے، اس کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ڈھیلے سونا بن گئے، یہ کرامت دیکھ کر وہ افسر مسلمان ہو گیا اور جدہ پہنچ کر استغنیٰ دے دیا اور حضرت شیخ کے مریدین میں شامل ہو گیا اور بڑے مراتب کو پہنچا، انہوں نے مکہ مکرمہ میں ایک مشک خرید لی تھی جب دو آنے رقم جمع ہو جاتی تھی تو مشک رکھ کر یاد الہی میں مشغول ہو جاتے تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب کی کرامت دیکھ کر شریف حسین والی حجاز حضرت حاجی صاحب کا بڑا معتقد ہو گیا تھا، اسی طرح ”خدیو مصر کا پیر“ جب مکہ مکرمہ آیا تو حضرت حاجی صاحب کی عظمت ولایت دیکھ کر نہ صرف خود مرید ہوا بلکہ اپنے تمام مریدین کو بھی حکم دیا کہ آج سے تم سب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب کے مرید ہو، حتیٰ کے مصر جا کر اس نے ”خدیو مصر“ کو حکم دیا تم بھی غیبی طور پر حضرت حاجی صاحب سے بیعت کر لو، خدیو مصر کے پیر کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ امدادیہ بلاد عرب میں بہت پھيلا، جناب پیر مہر علی شاہ گوڑوی کو بھی سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب سے بمقام مکہ مکرمہ ملی تھی۔

(ملفوظات مقابلہ الجالیس: صفحہ ۳۵۲/۳۵۳)

حاصل رہی ہے۔

احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے جاہل واعظین کے علاوہ ملت اسلامیہ کے اکابر میں سے کسی اکابر نے بھی ”علماء دیوبند“ کی تصانیف کی ”عبارات میں کوئی مفہوم و مطالب کفریہ“ نہیں نکالے، کیا یہ ”معاصرین علماء عاشق رسول ﷺ اور علوم اسلامیہ سے واقف“ نہ تھے، لیکن یہ ”معاصرین علماء“ اس بات کو بہت اچھی طرح جانتے تھے کہ انگریزوں نے جب ہندوستان پر اپنا قبضہ جمالیا اور عیسائیوں کے مذہبی نشر و اشاعت کے راستے ہموار کرنا شروع کر دیئے اور مسلمانان ہندوستان کو عیسائیوں کے مذہب میں داخل کرنے کی ناپاک کوشش کرنے لگے، اس وقت ان مخلص ”علماء دیوبند“ نے انگریزوں کے خلاف کفن پہن کر مسلمانان ہندوستان کے ایمان و یقین کو بچانے کیلئے ایک اسلامی یونیورسٹی ”دارالعلوم دیوبند“ کے نام سے قائم فرمائی، انہی خدمات دینی کی وجہ سے ”ملت اسلامیہ کے ان معاصرین علماء“ نے ”علماء دیوبند“ کو خراج تحسین پیش فرمایا، جو آپ قارئین کی خدمت میں تحریر کر دیا گیا، تاکہ اللہ رب العزت ہمیں اور آپ سب کو صحیح اسلامی اصولوں پر قائم رہنے کی استقامت دائمی تمام مراحل زندگی میں نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿ علمائے دیوبند، شاہ افغانستان محمد طاہر شاہ کی نظر میں ﴾

شاہ افغانستان محمد طاہر شاہ صاحب فرماتے ہیں :

”میں بہت مسرور ہوں کہ آج مجھے ”دارالعلوم دیوبند“ کے دیکھنے کا موقع حاصل ہوا، یہ ”دارالعلوم دیوبند“ افغانستان میں اور خاص طور پر وہاں کے مذہبی حلقوں

میں بہت ”مشہور و معروف“ ہے، علماء افغانستان ”دارالعلوم دیوبند“ کے بانیوں اور یہاں کے اساتذہ کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہیں اور علم و روحانیت میں جو فضیلت اور مرتبت انھیں (یعنی علماء دیوبند) کو حاصل ہے، اسکے ”علماء افغان“ ہمیشہ قائل اور مداح خواں رہے ہیں، افغانستان میں اس ”دارالعلوم دیوبند“ کی شہرت محض اس سبب ہی سے نہیں ہے کہ یہ ایک مشہور اسلامی ادارہ ہے، بلکہ دراصل یہ نتیجہ ہے ان تعلقات کا جو افغانستان کے طلباء اور اس ”دارالعلوم دیوبند“ کے درمیان عرصہ دراز سے قائم رہے ہیں، بہت سے ”علماء افغانستان“ اس ”دارالعلوم دیوبند“ سے فیضیاب اور ”فارغ التحصیل“ ہوئے اور انہوں نے اپنے وطن عزیز افغانستان میں واپس جا کر علم کی روشنی وہاں پھیلائی اور ملک کی خدمات انجام دی ہیں۔

میں ”علماء دیوبند“ کے اس دوستانہ اور پر مسرت استقبال سے جو میں نے ”دارالعلوم دیوبند“ میں آکر مشاہدہ کیا ہے اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں اور تہ دل سے آپ ”علماء دیوبند“ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، نیز اس ”علمی ادارے“ اور اس سے تعلق رکھنے والے ”تمام اشخاص“ کی مزید کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

(بحوالہ شاہ افغانستان دارالعلوم دیوبند میں)

محترم قارئین کرام! ”دارالعلوم دیوبند“ سے تعلیم حاصل کرنے والے ”علماء افغانستان“ کی محنت کا ثمرہ تھا کہ آج مسلمانان عالم نے ”امارت اسلامیہ افغانستان طالبان“ کو صحیح اسلامی حکومت کی صورت میں قائم دیکھا اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ دور نہیں ہے کہ مسلمانان عالم، افغانستان کی اس مقدس سرزمین میں حجتہ الاسلام قاسم العلوم والخیرات سیدنا الامام الکبیر حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تعلیمات

کسی نے خوب فرمایا :

رو برو حق کے کھلے گی جال سازی حشر میں !

رنگ لائے گی یہ ان کی فتنہ بازی حشر میں !

مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ”شُرک و بدعت“ کو راہ دینے کیلئے کس درجہ میں ضد و عناد کی یہ آگ بھڑکائی کہ مسلمانوں میں مستقل تفریق پیدا کر دی۔

کسی عارف نے خوب ترجمانی فرمائی :

رکھے نمود و شہرت و اعزاز پر نظر !

دولت کو صرف کیجئے اور نام کیجئے !

زنجیر فقہ توڑیے کہہ کر خلاف شرع !

علماء کو سہارے مورد الزام کیجئے !

آخر میں تمام قارئین، ناشرین، قاسمین و معاونین سے خلوص دل سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے اپنی درد بھری مقبول دعاؤں میں احقر کو ضرور یاد رکھیں، اللہ رب العزت جل شانہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین یا رب العالمین)

﴿کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر﴾

کعبے پر پڑی جب پہلی نظر	کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
یوں ہوش و خرد مفلوج ہوئے	دل ذوق تماشا بھول گیا
پھر روح کو اذن رقص ملا	خوابیدہ جنوں بیدار ہوا
تلوؤں کا تقاضا یاد رہا	نظروں کا تقاضا بھول گیا
احساس کے پردے لہرائے	ایماں کی حرارت تیز ہوئی
سجدوں کی تڑپ اللہ اللہ	سر اپنا سودا بھول گیا
جس وقت دعا کو ہاتھ اٹھے	یاد آنہ سکا جو سوچا تھا
اظہار عقیدت کی دھن میں	اظہار تنہا بھول گیا
پہنچا جو حرم کی چوکھٹ پر	اک ابر کرم نے گھیر لیا
باقی نہ رہا یہ ہوش مجھے	کیا مانگ لیا کیا بھول گیا
ہر وقت برستی ہے رحمت	کعبہ پر جمیل اللہ اللہ

خاطی ہوں میں کتنا بھول گیا
عاصی ہوں کتنا بھول گیا